نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

مفتی اعظم حضرت مولانا رشید احمد لدھیانویؒ کا سانحہ ارتحال

ایک عہد، ایک تاریخ اور ایک تحریک کا خاتمہ

سال رواں ۱۴۲۲ھ اپنی تلخیوں، حوادث اور المناک واقعات سے اسلامی تاریخ میں ہمیشہ عام الحزن (یعنی غم کا سال) کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ اس سال امت مسلمہ کو کیسے کیسے عظیم صدمات اٹھانے پڑے اور کن کن قیامتوں سے اسے دوچار ہونا پڑا اور کئی نامور علمی و ادبی شخصیات سے بھی ہمیں محروم ہونا پڑا، اس کا نقصان صدیوں تک محسوس ہوتا رہے گا۔ ذی الحجہ اس خونی سال کا آخری مہینہ ہے لیکن یہ اپنے ساتھ جاتے جاتے علمی اور دینی حلقوں کو مزید صدمات سے دوچار کر گیا اور امت مسلمہ پر امارات اسلامیہ افغانستان کے خاتمہ اور دیگر مظالم کا جو اندوہناک کرب و الم کا سایہ چھایا ہوا تھا اس حادثہ کی شدت نے اس میں اور بھی اضافہ کر دیا یعنی مفتی اعظم حضرت مولانا رشید احمد لدھیانویؒ کی المناک رحلت اور جدائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ حقیقت میں اُسی دن ہی سے بیمار ہو گئے تھے جب افغانستان میں امارات اسلامیہ افغانستان کو عالمی دہشت گرد امریکہ، کفری طاقتوں اور پاکستانی حکمرانوں نے مل کر ختم کر دیا تھا۔ اس حادثہ نے آپ کو ایسا غم اور درد دیا کہ آپ کا زخمی دل اس دنیا سے ہمیشہ کیلئے بھر گیا اور آخر کار ذی الحجہ کی ٦ تاریخ بمطابق 19 فروری 2002ء کو آپ نے جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی اور اکابرین امت کے سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی بھی ٹوٹ گئی اور یوں آپ کی جدائی سے ایک عہد، ایک تاریخ، اور ایک تحریک کا خاتمہ بھی ہو گیا۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

حضرت مولانا مرحومؒ نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور شاندار خدمات سے دنیا پر یہ ثابت کر دیا تھا کہ علم و زہد، شریعت و طریقت اور مدرسہ و خانقاہ کے علمبردار اپنے شاگردوں سے مدرسوں کے علاوہ حکومتیں بھی چلا سکتے ہیں اور درس و افتاء کے ساتھ ساتھ صحافت، امامت اور فلاحی ادارے بھی دنیا والوں سے زیادہ کامیابی اور ہنرمندی سے چلا سکتے ہیں۔ حضرت مرحومؒ ایک ہمہ جہت اور فضائل و کمالات سے پُر شخصیت کے مالک تھے۔ آپ حاملِ شریعت و ہادیٔ طریقت، ایک جید عالم دین، مفتی اعظم، شیخ الحدیث، معلم، انقلابی مفکر، نڈر مجاہد، دانشور، مصنف، ادیب، سالک، عابد اور خدمت خلق کے علمبردار تھے اور آپ نے صرف علم و تحقیق ہی کے میدان میں کامیابی کے جھنڈے نہیں گاڑے بلکہ

زندگی کے دیگر تمام اہم شعبوں میں ایسے اَن مٹ نقوش چھوڑے جو رہتی دنیا تک ثابت و دائم رہیں گے۔ آپ کی پوری زندگی زہد و تقویٰ دین و شریعت کی اتباع و بالا دستی اور سنت نبوی ﷺ کی مکمل پیروی میں گزری اور اس کے علاوہ ایک عالَم کی آپ نے شرعی، فکری، دعوتی اور اصلاحی رہنمائی بھی فرمائی۔ آپ کے دن مخلوق کی رہنمائی اور خدمت و دعوت میں صرف ہوتے تو راتیں اللہ کی یاد اور امت مسلمہ کے درد و غم کے پیچ و تاب میں گزرتیں۔ علم و تقویٰ نے آپ کے چہرے مبارک پر ایک نور کا ہالہ بنالیا تھا۔ عاجزی و انکساری آپ کی شخصیت کے اور بھی نمایاں اوصاف تھے۔ نفاست و نظافت بھی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسی طرح اوقات کی اہمیت بھی آپ کے ہاں بہت زیادہ تھی، زندگی بھر اپنے نظام االاوقات اور معمولات کا بہت اہتمام سے خیال فرماتے۔ جود و سخا کی عظیم صفت سے بھی آپ مالا مال تھے۔

الغرض پچھلے وقتوں کے بزرگوں اور اکابرین کی تمام اچھی صفات اور اوصاف سے آپ کی ہر دلعزیز شخصیت متصف تھی حقیقت میں اس دور میں آپ بقیۃ السلف تھے اور آپ کی ذات ہی اس درخشاں انجمن کی باقیات کی ایک تنہا شمع تھی جس پر دل کو تسلی و تشفی محسوس ہوتی تھی۔ آخر کار بادِ اجل کی ستم ظریفیوں نے اسے بھی بجھا دیا۔

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خاموش ہے

آپ شریعت و طریقت کے مجمع البحرین بھی تھے۔ آپ نے دنیا پر یہ بھی ثابت کیا کہ خانقاہی حجروں اور اور صوفیاء کے حلقوں سے رسم شبیری (یعنی جہاد) ادا کرنے والے اس گئے گزرے دور میں بھی موجود ہیں۔ جہاد افغانستان اور بالخصوص تحریک طالبان و امارت اسلامیہ افغانستان کی تائید و حمایت، اور اس کی بھرپور مالی، فکری، سیاسی نصرت و امداد اور اس کی بے مثال سرپرستی آپ کی سب سے نمایاں خدمت ہے۔ آپ نے امارت اسلامیہ افغانستان کے ساتھ جس قدر بھرپور ساتھ دیا اس کا معترف سارا جہاں ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے اپنی تمام صلاحیتوں، تگ و دو اور جد و جہد کو اس کے نام کر دیا تھا۔

گو کہ امارات اسلامیہ افغانستان کا یہ چمن چھ سال تک ہزار مخالفتوں کے باوجود سرسبز و شاداب رہا اور چشم فلک نے خطہ ارض پر صدیوں بعد ایک ایسا جنت نظیر خطہ دیکھا تھا جہاں پر عدل و انصاف، قانون شریعت و حدود کا اجراء اور مثالی امن و امان اور خوشحالی کا دور دورہ تھا۔ لیکن یہ مہکتا چمن کب تک بجلیوں کی زد سے محفوظ رہتا اور کہاں تک عالمی سازشوں اور اتحادی حملوں کے وارتنِ تنہا سہتا اور ان کے مقابلے میں حضرت مفتی صاحب، علماً و طلباً، دینی جماعتوں اور مذہبی تنظیموں کے ٹوٹے پھوٹے اسباب و وسائل کہاں تک اس کا ساتھ دیتے۔ اگرچہ امارت اسلامیہ افغانستان کا خاتمہ تو بظاہر ہوگیا لیکن ابھی اس کرہ ارض پر دین کے نام لیوا اور شریعت مطہرہ کے پروانے زندہ اور باحوصلہ ہیں۔ یہ لوگ اپنے ولولے اور جذبہ ایمانی و شوق شہادت سے ایک نیا جہان تازہ پیدا کریں گے اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ اور اکابرین کے خواب ایک بار پھر ضرور شرمندہ تعبیر ہوں گے اور بہاروں کو پھر سے گلشن میں لوٹایا جائے گا۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

آخر میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ' دارالعلوم حقانیہ اور اس کے تمام مدرسین وطلباً و ادارہ ''الحق'' حضرت مفتی صاحبؒ کے پسماندگان' متعلقین اور لاکھوں مریدین کے ساتھ دلی تعزیت کرتا ہے اور ہم دعا گو ہیں کہ حضرت مفتی صاحبؒ کے بنا کردہ ادارے ''دارالافتاء والارشاد'' سے یونہی دین وشریعت اور خدمت خلق کا کام جاری وساری رہے اور انکے جاری کردہ عظیم دینی صحافت کے علمبردار اخبارات ''ضرب مومن'' اور روزنامہ ''اسلام'' بھی دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کریں اور کفر والحاد اور عالمی استعماری قوتوں اور سیکولرازم کی ہواؤں کے سامنے یہ سدِ سکندری کا کام دیں۔ یایها النفس المطمئنة ٥ ارجعی الیٰ ربک راضیة مرضیة ٥ فادخلی فی عبادی ٥ وادخلی جنتی ٥

حکمران ملک وملت کو ہلاکت کے کس گڑھے میں دھکیل رہے ہیں؟

آ تجھ کو بتادوں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر وسناں اول طاؤس ورباب آخر

موجودہ حکمرانوں کی مذہب بیزاری اور سیکولرازم سے وابستگی اب کوئی راز نہیں بلکہ ان کی لادینی کے چرچے امریکہ اور مغرب میں بھی بڑے تحسینی اور تعریفی انداز میں بیان کئے جاتے ہیں۔ اور وہاں کے حکمرانوں سے انہیں شاباش بھی ملتی ہے۔ گو کہ حکمراں طبقہ اسے اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہے لیکن اسے حقیقت میں ملک وملت کی بدنصیبی ہی کہا جاسکتا ہے لیکن اس سے بھی بڑی بدقسمتی اور باعثِ تشویش امر یہ ہے کہ اب پوری قوم اور ملت کو بھی مذہب سے دور کرنے اور اپنی مشرقی روایات کو ملیا میٹ کردینے کی مذموم کوششیں سرکاری طور پر جاری کردی گئی ہیں اور حکمران پوری ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ پاکستانی قوم بھی ہندوستانیوں اور مغربی اقوام کی طرح اپنے مذہب' اپنی ثقافت' اپنی تہذیب وتمدن کو جدت اور لبرل ازم کے شوق میں ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دے۔ حکمرانوں کی یہ خواہش تو اب تک صرف بیانات کی حد تک تھی لیکن اب تو گزشتہ مہینے انہوں نے عملی طور پر پوری قوم کو عیاشی' فحاشی' اباحیت' رقص وسرور' کھیل تماشوں اور میلوں ٹھیلوں اور موسیقی کے شوز میں دھکیل دیا ہے۔ بسنت یعنی پتنگ بازی جو ہندوؤں کا روایتی کھیل تھا اور کسی زمانہ میں شریفوں کے ہاں پتنگ اڑانا ایک معیوب فعل سمجھا جاتا تھا اب اسے سرکار کی سرپرستی میں ملک کے تمام بڑے چھوٹے شہروں میں پھیلایا گیا اور نوجوان نسل کو شترِ بے مہار کی طرح کھلا چھوڑ دیا گیا پھر اس دن کی خوشی میں مذہب اور قانون کی تمام پابندیاں بھی اٹھادی گئیں اور پورا ملک موسیقی کے شور شرابے میں جھومتا رہا۔ اسی طرح (ویلنٹائن ڈے) جو کہ خالصتاً مغربی اقدار اور فحاشی وعریانی کے تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے اس کو بھی کچھ عرصہ سے باقاعدہ منایا جارہا ہے۔ اور اس کی ترویج میں اخبارات اور میڈیا خصوصی دلچسپی لے رہے ہیں' ویلنٹائن ڈے میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کو عشقیہ خطوط اور تحائف دیتے ہیں اور ایک دوسرے سے کھلے عام ملتے ہیں اور فحاشی وعریانی کے ایسے مناظر سامنے آتے ہیں جس سے زمین بھی دہل جاتی ہے۔ آزادی' جدت اور لبرل ازم کے نام پر